© rasailojaraid.com

ضرورت وحاجت کی فقہی حیثیت

مولانا مفتی محمد صدر الحسن مدنی

فقہائے کرام نے استثنائی احکام کے سلسلہ میں حالات کی رعایت کرتے ہوئے ضرورت، حاجت، منفعت، زینت اور فضول پانچ صورتیں لکھی ہیں۔ جن میں ضرورت اور حاجت کی غیر معمولی اہمیت ہے۔اس لئے قدرے تفصیل کے ساتھ ان پر بحث کی ضرورت ہے۔

ا۔ضرورت کا مفہوم لغت میں:

الضر ضد النفع او بالفتح مصدرو بالضم اسم ، ضره و به و اضره و ضاره مضاره و ضرارا والضاروراء القحط و الشدة و الضرر سوء الحال ۔ ج اضراء والاسم الضرة و الضرورة الحاجه ۔ (قاموس المحيط : ۷۵/۲)

ضرورت کا مفہوم شرع میں:

الضروريه معنا ها انه لا بد منها فى قيام مصالح الدين و الدنيا بحيث اذافقدت لم تجر مصالح الدنيا على استقامه هل على فساد و تهارج و فوت حياة و فى الاخرة فوت النجاة و النعيم والرجوع بالخسران المبين ۔

(الموافقات للشاطبى : ۱۰/۲)

ضرورت کا مفہوم یہ ہے کہ جس کا وجود دینی اور دنیاوی مصالح کے قیام کے لئے ضروری ہو اور اس کے فقدان کی صورت میں دنیاوی مصالح اپنی صحیح شکل میں باقی نہ رہیں بلکہ اس میں فساد اور بگاڑ پیدا ہو جائے اور زندگی سے ہاتھ دھونا پڑے اور آخرت میں نجات اور نعمتوں سے لطف اندوزی ممکن نہ ہو اور گھاٹا ہی گھاٹا حصہ میں آئے۔

ضرورت کی قسمیں:

ضرورت کے اس شرعی مفہوم کی وضاحت کے بعد امام شاطبی نے ضروریات کی پانچ قسمیں کی ہیں:

☆ ما ابیح للضرورۃ یقدر بقدرھا☆ جو چیز ضرورتا مباح کی گئی ہو اس کی مقدار کا تعین بھی اسی کے مطابق ہوگا☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

والضروریات خمسه، هی حفظ الدین والنفس والنسل والمال والعقل۔

(الموافقات: ۴/۲)

اطلاق کے اعتبار سے ضروریات کی پانچ قسمیں ہیں۔ دین کی حفاظت، جان کی حفاظت، نسل کی حفاظت، مال کی حفاظت اور عقل کی حفاظت۔

ضروریات کی درج بالا تقسیم کے بعد امام شاطبی نے اس بات کو واضح طور پر تحریر فرمایا ہے کہ ضروریات کا تعلق جس طرح عبادات سے ہے اسی طرح ضروریات کا تعلق عادات سے بھی ہے اور عادات و عبادات کی طرح اس کا تعلق معاملات اور جنایات سے بھی ہے۔

و هی جاریه فی العبادات و العادات و المعاملات والجنایات۔ (الموافقات: ۸/۲)

ضروریات کا تعلق عبادات، عادات، معاملات اور جنایات سبھوں سے ہے۔

(۱) ففی اصول العبادات مثل الایمان والتعلق بالشهادتین و الصلوة والصیام لحفظ الدین۔ (الموافقات: ۹/۲)

عبادات میں ایمان، نطق بالشہادتین، نماز اور روزہ کی فرضیت، دین کی حفاظت کی خاطر ہے۔

(۲) و فی اصول العادات کاصل تنول الماکولات و الملبوسات و المسکونات وما اشبه ذلک لحفظ النسل والعقل۔

عادات میں ضرورت کا تعلق ماکولات، ملبوسات، مسکونات اور ان جیسی چیزوں سے ہے تاکہ نسل انسان اور عقل کی حفاظت ہو سکے۔

(۳) وفی اصول الجنایات کحد القتل للمرتد لحفظ الدین والقصاص والدیات لحفظ العقل وحد الزنا لحفظ النسل و القطع و التضمین لحفظ المال۔

اصول جنایات میں جیسے مرتد کو حد کے طور پر قتل کرنا دین کی حفاظت کے لئے قصاص اور دیت کا وجوب جان کی حفاظت کے لئے، شراب نوشی پر حد کا جاری کرنا عقل کی حفاظت کے لئے، اور زنا پر حد کا نفاذ نسل کی حفاظت کے لئے اور چوری کی صورت میں ہاتھ کا کاٹا جانا، اسی طرح ضمان کا واجب کرنا مال کی حفاظت کے لئے۔

امام شاطبی نے ضرورت کی یہ تعریف بیان فرمائی کہ جس کے بغیر دینی اور دنیاوی مصالح کا قیام ممکن

☆العادہ محکمة ☆عادت کو حکم بنایا گیا ہے یعنی فیصلہ عرف کے مطابق ہوگا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نہ ہو اور اس کے فقدان کی صورت میں دنیاوی مصالح اپنی صحیح صورت میں باقی نہ رہیں بلکہ اس میں فساد پیدا ہو جائے اور پھر ضروریات کی متعین پانچ صورتیں بیان فرمائیں۔

(الف) دین کی حفاظت

(ب) نسل کی حفاظت

(ج) جان کی حفاظت

(د) مال کی حفاظت

(ہ) عقل کی حفاظت

امام شاطبی اور دیگر فقہاء عظام کی تصریحات سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ان حضرات کے نزدیک ضرورت کا اطلاق مذکورہ پانچ امور پر ہوگا۔

قرآن کریم میں اضطرار اور ضرورت کا استعمال:

قرآن کریم میں اضطرار کا استعمال متعدد مواقع پر کیا گیا ہے۔

(الف) انما حرم علیکم المیتة والدم و لحم الخنزیر وما اهل به لغیر الله فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فلا اثم علیه ان الله غفور الرحیم (سورة البقره ۱۷۳:

اللہ نے تو تم پر صرف حرام کیا ہے مردار کو اور خون کو (جو بہتا ہو) اور خنزیر کے گوشت کو اور ایسے جانور کو جو مقصد تقرب سے غیر اللہ کے نامزد کر دیا گیا ہو پھر جو شخص بھوک سے بہت ہی بیتاب ہو جائے بشرطیکہ نہ تو طالب لذت ہو اور نہ قدر حاجت سے تجاوز کرنے والا ہو تو اس شخص پر کچھ گناہ نہیں ہوتا واقعی اللہ تعالیٰ ہیں بڑے ہی غفور رحیم۔

(ب) وما لکم الا تاکلو مما ذکر اسم الله علیه و قد فصل لکم ما حرم علیکم الا ما اضطرر تم الیه ۔(الانعام ۔۱۲۰)

اور تم کو کون سا امر اس کا باعث ہو سکتا ہے کہ تم ایسے جانور میں سے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان سب جانوروں کی تفصیل بتلا دی ہے جن کو تم پر حرام کیا ہے مگر وہ بھی جب تم کو سخت ضرورت پڑ جائے تو حلال ہیں۔

(ج) انما حرم علیکم المیتة والدم و لحم الخنزیر وما اهل به لغیر الله فمن

ماجاز لعذر بطل بزوالہ☆ جس کا استعمال عذر کی وجہ سے جائز ہو عذر ختم ہوتے ہی جواز بھی ختم ہو جائے گا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اضطر غیر باغ ولا عاد فلا اثم علیه ان الله غفور الرحیم۔ (النحل : ۱۱۵)

تم پر تو صرف مردار کو حرام کیا ہے اور خون کو اور خنزیر کے گوشت کو اور جس چیز کو غیر اللہ کے نام پر کر دیا گیا ہو۔ پھر جو شخص بالکل بے قرار ہو جائے بشرطیکہ طالب لذت نہ ہو اور نہ حد سے تجاوز کرنے والا ہو تو اللہ تعالیٰ بخش دینے والا مہربانی کرنے والا ہے۔

قرآن پاک کی درج بالا آیات میں مجبوری کی حالت میں جب کہ جان کے لالے پڑ رہے ہوں اشیاء محرمہ کے استعمال کی اجازت بطور اکل دی ہے۔ اسی لئے بعض فقہاء کرام کے نزدیک حالت اضطرار میں اگر نہ کھائے پیئے اور شدت بھوک کی وجہ سے اس کا انتقال ہو جائے تو وہ جہنم میں داخل کیا جائے گا کیونکہ اس نے قرآن پاک کے حکم پر عمل نہیں کیا۔

مسئلہ اضطرار اور فقہاء کرام :

عن مسروق التابعی من اضطر الی میته او لحم خنزیر او دم ولم یاکل و لم یشرب دخل النار ۔(شامی ۔۸۳/۵)

فقہاء کرام نے آیات قرآنی سے مسئلہ مستنبط کرتے ہوئے فرمایا:

الضرورات تبیح المحضورات ومن ثم جلز اکل المیته عند المخمصه و اساغه اللقمه بالخمر والتلفظ بکلمه کفر و کذا اتلاف مال غیره ۔

(الاشباه و النظائر صفحه ۱۰۸)

ضرورتیں اشیاء ممنوعہ کو حلال کر دیتی ہیں ۔ یہی سبب ہے کہ شدت بھوک کی حالت میں مردار کا کھانا اور گلو گیر لقمہ کو شراب کے ذریعے اتارنا ، اکراہ کی حالت میں کلمہء کفر کا زبان سے نکالنا اور مال غیر کا ضائع کر دینا ضرورت کے پیش نظر جائز ہیں ۔

قد یکون تناول المیته والباه بعض الاحیان وهو ما اذا خاف علی نفسه ولم یجد غیره ۔ (تفسیر ابن کثیر ، ۲۲/۲)

میتہ (مردار) کا کھانا بعض حالات میں واجب ہو جاتا ہے جبکہ اسے اپنی جان کا خطرہ ہو اور اس کے علاوہ کوئی دوسری چیز نہ ہو۔ علامہ احمد بن محمد حموی شارح الاشباہ رقمطراز ہیں :

فالضرورة بلوغه حواس لم یتناول الممنوع هلک او قارب و هذا یبیح تناول

☆ الحکم یتبع المصلحة الراجحة ☆ حکم مصلحتِ راجحہ کے تابع ہوا کرتا ہے ☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

الحرام ، (الاشباہ والنظائر ،۱۰۸)

ضرورت نام ہے اس کا اس حد تک پہنچ جانا کہ اگر شئی ممنوع استعمال نہ کرے تو ہلاک ہو جائے یا ہلاکت کے قریب پہنچ جائے اور یہ حالت حرام کو حلال کر دیتی ہے۔

نوع یوجب الالجاء و الاضطرار طبعا کالقتل و القطع و الضرب الذی یخاف منه تلف النفس او العضو ، (البدائع ۱۷۵/٤)

اکراہ کی بعض قسمیں جو طبعی طور پر موجب اضطرار ہوتی ہیں ، جیسے قتل ، قطع و برید یا ضرب شدید جس سے جان یا اعضاء کے تلف ہو جانے کا قوی اندیشہ ہو۔

۲۔ حاجت کا مفہوم لغت میں :

الحوج السلامة حجالک ای سلامه والا حتیاج وقد حاج واحتاج و احوج و احوجته بالضم الفقر والحاجه کالحوجاء و تحوج طلبهاج حاج و حاجات وحوج وحوائج ۔ (القاموس ۔ ۱۸٤/۱)

حاجت کا مفہوم شرع میں :

الحاجه وهی التی یحتاج الیها الناس لرفع المشقة و دفع الحرج عنهم واذ فقدت ا لا تحتل بفقدها حیاتهم بل یصیبهم من فقدها حرج ومشقه لا یبلغان مبلغ الفساد المتوقع فی فقدان الضروریات کاباحه السلم والا ستصناع و المزارعه والمساقاة۔(الموافقات ۱۰/۲)

حاجت یہ ہے کہ جس کی حاجت لوگوں کو مشقت اور تنگی دور کرنے کے لیے ہو اور جس کے فقدان سے انکی زندگی ختم نہیں ہوتی ، بلکہ انکو مشقت اور پریشانی لاحق ہوتی ہے اور یہ پریشانی اس حد تک نہیں ہوتی جتنی ضرورت کے فقدان کی وجہ سے ہوتی ہے۔ جیسے سلم ، استصناع اور مزارعت و مساقات کی اباحت۔

ضرورت اور حاجت کی تعریف و مثال کے بعد اب ہمارے سامنے یہ مسئلہ ہے کہ کیا حاجت کو ضرورت کا مقام دیا جا سکتا ہے؟

☆ ماحرم اخذه حرم اعطاؤه ☆جس چیز کا لینا حرام ہے اس کا دینا بھی حرام ہے۔☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تو اس سلسلہ میں فقہاء کرام کی عبارتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حاجت کو ضرورت کا مقام دیا جا سکتا ہے۔ الاشباو النظائر میں علامہ جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں:

الحاجة تنزل منزله الضرورة عامة كانت او خاصة (الاشباه والنظائر ۔۱۸۰)

یعنی حاجت، ضرورت کا مقام لے لیتی ہے چاہے وہ عام ہو یا خاص۔ اسی طرح اس عبارت الحاجة اذا عمت كانت كالضرورة (الاشباہ والنظائر للسیوطی ۔۱۷۹) سے بھی اس کی توثیق ہوتی ہے کہ اگر حاجت عام ہو جائے تو وہ ضرورت کا درجہ اختیار کر لیتی ہے۔ ابن نجیم نے حاجت کی بناء پر سودی قرض لینے کی اجازت دی ہے۔ ویجوز للمحتاج الاستقراض بالربح۔ (الاشباہ والنظائر لابن نجیم ۲۹۴/۱)

حاجت کی صورت میں بعض امور کی حلت کے سلسلہ میں کتب فقہ میں جو مثالیں ہیں ان میں سے چند ذکر کی جا رہی ہیں:

(ا) بیع الوفاء:

علماء کرام نے اہل بخارا کی حاجت کی بناء پر بیع وفاء کے جواز کا فتویٰ دیا۔ الاشباہ والنظائر کی یہ عبارت ملاحظہ ہو:

ومنها الافتاء بصحه بيع الوفاء حين كثر الدين على اهل بخارى وقد سموه بيع الامانه(۱/۲۹٤)

یعنی جب اہل بخارا پر دین کی کثرت ہوگئی تو علماء کرام نے بیع وفاء کے صحیح ہونے کا فتویٰ صادر کیا۔

(ب) استصناع:

استصناع کے جواز کا فتویٰ لوگوں کی حاجت کو پیش نظر رکھ کر ہی دیا گیا ہے کیونکہ اگر اجازت نہ دی جائے تو لوگوں کو یک گونہ مشقت ہوگی۔ حالانکہ اس کے جواز پر ضروریات خمسہ کے تحقق کا دارو مدار نہیں ہے۔

انما جاز الاستصناع فيما للناس فيه تعامل اذا بين وصفا على وجه يحصل التعريف(قاضى خان ٤٤٩/١)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(ج) سورہ فاتحہ کی تعلیم:

عورت کا عام حالات میں غیر محرم کے سامنے آنا جانا جائز نہیں ہے لیکن کیا تعلیم کی غرض سے عورت غیر محرم کے سامنے آسکتی ہے یہ ایک مسئلہ ہے۔امام نووی فرماتے ہیں کہ عورت تعلیم کی غرض سے غیر محرم کے سامنے آسکتی ہے۔یعنی حاجت تعلیم کے سبب ایک نا جائز امر کو امام نووی نے جائز قرار دیا ہے اور علامہ سبکی کا قول نقل کیا ہے:

قد کشفت کتب المذاهب فقها یظهر منها جواز النظر للتعلیم فیما یجب تعلمه وتعلیمه کالفاتحه.(الاشباء والنظائر للسیوطی۔۱۸۱)

کتب مذاہب کے مطالعہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ان چیزوں کی تعلیم وتعلم کے لئے جو واجب ہیں جیسے سورہ فاتحہ، غیر محرم کو دیکھنا جائز ہے۔

(د) ضمان درک:

بعض فقہاء نے حاجت کے پیش نظر خلاف قیاس ضمان درک کے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔(الاشباہ والنظائر للسیوطی۔۱۸۰)

فقہی اصطلاح میں ضمان درک کا مفہوم یہ ہے کہ مشتری بائع سے بیع کے علاوہ ضمانت حاصل کرے کہ اگر فروخت کردہ شئی پر کسی نے اپنے حق کا دعویٰ کیا تو وہ اس سامان کی قیمت وصول کرلے گا۔

(۳) منفعت:

منفعت کا مفہوم یہ ہے کہ اس کا استعمال بدن انسانی کے لئے تقویت کا باعث ہو لیکن عدم استعمال کی صورت میں ہلاکت یا کسی سخت تکلیف کا اندیشہ نہ ہو۔

(۴) زینت:

زینت کا مفہوم یہ ہے کہ اس کے استعمال سے بدن انسانی کو کوئی خاص تقویت نہیں پہونچتی بلکہ اس کا استعمال محض تفریح طبع کے طور پر کرے۔

البینة علی من ادعی والیمین علی من انکر ☆ گواہ لانا مدعی کے ذمہ اور قسم منکر دعوی کے ذمہ ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(۵) فضول: انسان جب زینت کی حد سے بڑھ جائے تو اس پر فضول کا اطلاق ہوگا۔

درج بالا تصریحات سے یہ بات منقح ہوتی ہے کہ شریعت مطہرہ نے ضرورت اور حاجت دونوں کا اعتبار کیا ہے اور ضرورت وحاجت کے وقت بعض ایسی چیزوں کی اجازت نہیں ہے کیونکہ وہ حرام ہیں چونکہ شریعت کا مقصد مصالح کی تکمیل ہے اس لئے اجازت دی گئی ہے۔

ان الشریعه جاء ت لتحصیل المصالح و تکمیلها و تعطیل المفاسد و تقلیلها ۔(فتاوی ابن تیمیه ۴۸/۲۰)

شریعت اس لئے بھیجی گئی ہے کہ اس سے مصالح کی تحصیل وتکمیل ہو اور مفاسد کی تقلیل اور ان کی بیخ کنی ہو۔

شریعت مطہرہ نے کتنی آسانی پیدا کردی ہے کہ اضطرار او مجبوری اور ضرورت کی صورت میں شئی حرام سے ضرورت کی تکمیل ہورہی ہے لیکن اس پر کوئی گناہ نہیں کوئی مواخذہ نہیں۔

عام علماء کرام نے ضرورت واضطرار کی صورت میں حرام شئے کے استعمال کی اجازت دی ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص حرام شئے کا استعمال نہ کرے اور عزیمت پر عمل کرتے ہوئے جان دیدے تو وہ شخص قابل مواخذہ نہیں ہوگا کیونکہ اس پر عمل کرنا رخصت ہے عزیمت نہیں ہے، لیکن حضرت مسروق تابعی کے نزدیک وہ شخص گنہگار ہوگا اور جہنم کا مستحق ہوگا۔

من اضطر فلم یاکل ولم یشرب ثم مات دخل النار ۔(تفسیر ابن کیر ۳۰۷/۱)

جو شخص مضطر ہو اور نہ کھائے اور نہ پئے اور اسی حال میں اس کا انتقال ہوجائے تو وہ جہنم میں داخل ہوگا۔

اسی طرح بعض علماء وفقہاء کے نزدیک ایسی صورت میں کہ اس کے علاوہ اور کوئی چیز نہ ہو اور ہلاکت کا قوی اندیشہ ہو تناول میتہ واجب ہوگا۔

قد یکون تناول المیته واجبافی بعض الاحیان وهو ما ان اخاف علی نفسه ولم یجد غیرها(تفسیر ابن اکثیر ۲۲/۲

السلطان ان اخذ رجلا و قال لا قتلنک او لتشربن هذا الخمر ...بل یفترض علیه لیتناول ان کان فی غالب رایه انه ان لم یتناول یقتل۔(فتاوی عالمگیری۔۵۹۱/۳)

بادشاہ نے اگر کسی شخص کو پکڑ لیا اور کہا کہ یہ شراب پیو ورنہ میں تجھے قتل کردوں گا تو اس کے لئے پینے

[illegible]

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کی گنجائش ہے اور اگر اس کو ظن غالب ہو کہ اگر میں نہ پیوں گا تو قتل کر دیا جاؤں گا تو ایسی صورت میں پینا واجب ہے۔

قرآن پاک کی تصریح اور علمائے کرام کے اقوال سے یہ بات مستنبط ہوتی ہے کہ کوئی شئے حرام اس وقت حلال ہوگی جب اس میں تین شرطیں پائی جائیں:

(الف) اضطرار کی حالت ہو کہ عدم استعمال کی صورت میں جان کا خطرہ درپیش ہو۔

(ب) خطرہ یقینی ہو، موہوم نہ ہو۔

(ج) حرام کے استعمال سے جان کا بچنا یقینی ہو موہوم نہ ہو۔

اس سے یہ بات بھی ثابت ہو گئی کہ ضرورت پر مبنی حکم صرف ضرورت کے ساتھ خاص ہے۔ اگر ضرورت نہ ہو تو اس حکم پر عمل نہیں کیا جائے گا کیونکہ اس پر عمل کا تعلق نصوص وشرعی قواعد کی استثنائی صورتوں سے ہے۔

کتب فقہ کی تصریحات سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ تعامل ورواج اور عموم بلویٰ بھی حاجت کی کیفیت پیدا کرنے کے لئے کافی ہیں۔

انما جاز الاستصناع فیما للناس فیه تعامل اذا بین و صفا علی وجه تحصل التعریف و اما فیما لا تعامل فیه۔ لم یجز۔(قاضی خاں ۱/۴۹۹)

استصناع کی اجازت اسی صورت میں ہوگی جبکہ لوگوں میں اس کا تعامل ہو اور اس طور پر اس کا وصف بیان کر دیا جائے کہ اس کی صورت واضح ہو جائے۔ ہاں جن چیزوں کا تعامل نہ ہو اس میں استصناع جائز نہ ہوگا۔

ومنها الافتاء بصحه بیع الوفاء حین کثر الدین علی اهل بخارا (الا شباه لا بن نجیم ۱/۲۹۴)

بیع الوفاء هو ان بیع شیئا بکذا او بدین علیه بشرط ان البائع متی رد الثمن الی المشتری او اداء الدین الذی له علیه یر دله العین المبیع وفاء (مرشد الحیران الی معرفه احوال الانسان۔۷۳)

بیع وفاء یہ ہے کہ کسی چیز کو متعینہ قیمت یا دین کے بدلہ اس شرط پر بیچے کہ بیچنے والا جب قیمت لوٹا دے یا اس پر جو دین ہے وہ ادا کر دے تو خریدار یہ چیز واپس کر دے۔

☆ الضرورات تبیح المحظورات ☆ ضرورتیں ممنوعات کو مباح کر دیتی ہیں ☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بائع مشتری سے کہتا ہے کہ میں تم سے یہ چیز اس قرض کے بدلہ بیچتا ہوں جو تمہارا میرے ذمہ ہے اس شرط پر کہ جب میں قرض ادا کردوں تو یہ چیز میری ہو جائے گی۔ (ردالمختار مطلب فی بیع الوفاء صفحہ۳۸۱)

علامہ شامی نے بیع الوفاء کی وجہ تسمیہ ان الفاظ میں بیان کی ہے:

ان فیہ عھدا بالوفاء من المشتری بان یر دا لمبیع علی البائع حین رد الثمن (رد المختار حہ ۳۸۱)

اس بیع میں چوں کہ خریدار کی طرف سے وعدہ پورا کرنے کا عہد پایا جاتا ہے کہ وہ خریدی ہوئی چیز کو واپس کردے جب بیچنے والا قیمت لوٹائے اس بناء پر اس کو بیع وفاء کہتے ہیں۔

مجلۃ الاحکام العدلیہ میں بھی بیع الوفاء کے جواز کو تسلیم کیا گیا ہے۔

دفعہ۳۹۶: کما ان للبائع وفاء لہ ان یر دالثمن و یاخذ المبیع کذلک للمشتری ان یر دالمبیع و یسترد الثمن

بائع اور مشتری دونوں کے دفاء عہد ضروری ہے۔ بائع قیمت لوٹا کر مبیع لے لئے اور مشتری مبیع لوٹا کر قیمت واپس لے لے۔

(مجلۃ الاحکام العدلیہ: اس مجلّہ کو ۱۲۸۶ھ مطابق ۱۸۸۳ء میں منتخب علماء کے بورڈ نے مرتب کیا او ر۱۲۹۳ھ میں ایک فرمان کے ذریعہ پوری مملکت ترکیہ کا قانون قرار دیا گیا۔)

بعض معاصر علماء نے اس کی صحت پر فقہاء حنفیہ کا اجماع نقل کیا ہے:

لیس ابن نجیم وحدہ الذی نقل صحتہ بل استقر علی صحتہ اجماع فقھاء المذھب الحنفی منذالقرن السادس الھجری۔(عقد التامین صفحہ ۷۲ مصطفی الزرقاء)

تنہا ابن نجیم سے ہی بیع الوفاء کی صحت منقول نہیں ہے بلکہ چھٹی صدی ہجری سے اس کی صحت پر حنفی فقہاء کا اجماع ہے۔

گذشتہ سطور میں جن امور پر بحث کی گئی ہے اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حاجت یعنی مشقت شدیدہ کو ضرورت کا درجہ دیا جاسکتا ہے اور اسے بھی مبیح محظورات قرار دیا جاسکتا ہے۔

رہا یہ سوال کہ حاجت جسے ضرورت کا درجہ دیا جائے افراد اور اشخاص کی شخصی ضرورتوں تک محدود رکھا جائے یا امت کی اجتماعی حاجات بھی اس میں شامل کی جاسکتی ہیں تو اس سلسلہ میں عرض ہے کہ جس

☆ الاصل بقاء ما کان علی ما کان۔ بنیادی طور پر جو چیز جس حالت پر ہو اسی پر باقی رہتی ہے☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

طرح اشخاص و افراد کے سلسلہ میں مشقت کی بناء پر حکم میں نرمی برتی گئی ہے اسی طرح اگر امت کی اجتماعی حاجات ہوں تو عموم بلوی کے سبب ضرورت عامہ کو سامنے رکھتے ہوئے حکم میں نرمی برتی جائے گی۔

الحاجه تنزل منزله الضرورة عامه كانت او خاصه۔(الا شباه والنظائر صفحه ۔۱۸۰)

حاجت ضرورت کا مقام لے لیتی ہے چاہے وہ عام ہو یا خاص۔

الحاجہ اذا عمت کانت کالضرورۃ۔(الاشباہ للسیوطی ۱۷۹)

حاجت اگر عام ہو جائے تو وہ ضرورت کا درجہ اختیار کر لیتی ہے۔

مشقت اور حاجت کا پیانہ کیا ہو،اس کا انحصار مقام، حالات، عادات اور مختلف علاقوں کے رواج و تعامل پر ہوگا۔ مشقت و حاجت کا کوئی ایسا پیانہ نہیں بنایا جا سکتا ہے جس کا یکساں طور پر ہر ایک پر اطلاق کیا جا سکے۔

(واللہ اعلم بالصواب وعلمہ اکمل واتم)

☆☆☆

ملی مجلس شرعی کا قیام

اراکین مجلسِ ادارت مجلہ فقہ اسلامی

جناب ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی صاحب

جناب مفتی محمد خان قادری صاحب اور

جناب ڈاکٹر محمد امین صاحب کو

تمام مکاتبِ فکر کے اہلِ علم ودانش پر مشتمل

☆☆☆

ملی مجلس شرعی کے قیام پر مبارک باد پیش کرتے ہیں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

رویتِ ہلال کا

مجرب و آسان جدید فارمولا

☆

اگر بادل ہوں اور مطلع صاف نہ ہو تو یہ معلوم کرنے کے لئے کہ آج چاند ہوا یا نہیں۔ سال رواں کے ماہ محرم کے پہلے سات دنوں کو سامنے رکھتے ہوئے درج ذیل خاکہ سے مطلوبہ قمری مہینے کی یکم تاریخ معلوم کی جاسکتی ہے۔ (مجلس ادارت)

مثلاً: یکم صفر اس دن ہوگی	جس دن رواں سال کے محرم کی دوسری تاریخ تھی۔
یکم ربیع الاول اس دن ہوگی	جس دن محرم کی پانچویں تاریخ تھی۔
یکم ربیع الثانی اس دن ہوگی	جس دن محرم کی چھٹی تاریخ تھی۔
یکم جمادی الاول اس دن ہوگی	جس دن محرم کی ساتویں تاریخ تھی۔
یکم ربیع الثانی اس دن ہوگی	جس دن محرم کی دوسری تاریخ تھی۔
یکم رجب اس دن ہوگی	جس دن محرم کی تیسری تاریخ تھی۔
یکم شعبان اس دن ہوگی	جس دن محرم کی چوتھی تاریخ تھی۔
یکم رمضان اس دن ہوگی	جس دن محرم کی چھٹی تاریخ تھی۔
یکم شوال اس دن ہوگی	جس دن محرم کی آٹھویں تاریخ تھی۔
یکم ذی قعد اس دن ہوگی	جس دن محرم کی دو تاریخ تھی۔
یکم ذوالحج اس دن ہوگی	جس دن محرم کی چوتھی تاریخ تھی۔
آئندہ سال یکم محرم اس دن ہوگی	جس دن سال رواں کے محرم کی پانچویں تاریخ تھی۔

☆

آزمایئے اور دیکھئے

© rasailojaraid.com